اسلام معاشی جدو جہد اور اقتصادی حرکت وعمل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، البتہ مسلمانوں کو سود سے دور رہنے کی تلقین بھی کرتا ہے۔(البقرۃ: ۲۷۵۔۲۷۹) مسلمانوں نے اس ضمن میں اپنی خدمات پیش کی ہیں اور مسلسل جدو جہد کے ذریعہ معاشی متبادل فراہم کیے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض مغربی بینکوں کے علم میں جب یہ بات آئی تو انھوں نے اس کے ذریعہ اپنی تجارت کو فروغ دینے کا خواب دیکھا اور بینک اکاؤنٹس کو اسلامی شریعت کے موافق ڈھال کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام سود (ربٰو) کے دروازے کو کلّی طور پر بند کرنا چاہتا ہے، جو آج کی اقتصادیات کی ریڑھ کی ہڈی بن چکا ہے۔ اس تعلق سے اسلام کا نقطۂ نظر وقت کا ایک انقلابی کارنامہ ہے۔ موجودہ دور میں اسلاموفوبیا کا ایک سبب اس خوف میں محسوس کیا جا سکتا ہے جو موجودہ اقتصادی سسٹم کے منافع خوروں کے اندر پایا جا تا رہا ہے۔ انھیں اس بات کا خطرہ پریشان کرر ہا ہے کہ مشقت اور دولت کے حقیقی وجود کے بغیر انھیں جو منافع حاصل ہو رہا ہے وہ نسبتاً کم ہو جائے گا اور اس کا بہاؤ بلا سودی اسلامی اقتصادی نظام کی طرف ہو جائے گا، حالاں کہ درحقیقت عصر حاضر میں مسلمانوں کی اقتصادی کوششیں اور ان کے ادارے برائے نام ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ماضی کے مقابلہ میں انھوں نے اس میدان میں کافی ترقی کی ہے اور اعتبار حاصل کرلیا ہے، نیز وہ اس ضمن میں مسلسل کوشاں بھی ہیں۔ طویل المدتی پالیسی کے تحت ہمیں گلوبلائزیشن کے ممکنہ پہلوؤں پر غور کرنا چاہیے۔ زیر بحث مسئلہ پر سوال یہ نہیں ہے کہ مسلم دنیا کی معاشیات مستقبل میں اسلامی شریعت کے اصول وضوابط پر استوار ہوں گی یا نہیں؟ بلکہ اصل ترجیح یہ ہے کہ ایک بین الاقوامی اقتصادی نظام دنیا کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے، جو ایک جانب دنیا کی بہت بڑی آبادی کو قرض کے لامتناہی عذاب سے نجات دلا سکے، یعنی ان کی غربت اور حقیقی آزادی سے محرومی کا مسئلہ حل ہو سکے اور دوسری جانب دنیا کے بقیہ حصے کو اس ظلم اور حرماں نصیبی سے نجات دلا سکے جو ان کی زندگی کا مقدر بن چکی ہے۔

خاتمہ کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنا مخصوص عالمی